# فاطمہؑ بنت محمدؐ
# شخصیت وافکار

پروفیسر شاہ محمد وسیم

صُبَّت عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْاَنَّھَا صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لِیَا لِیَا
قَدْ کُنْتُ ذَاتَ حِمٰی بِظِلِّ مُحَمَّدٍ لَا أَخْشٰی مِن ضیمٍ وَکَانَ حما لیا

(میرے اوپر اتنے مصائب پڑے کہ اگر روشن دنوں پر پڑتے تو وہ کالی راتیں ہو جاتے۔ میں محمدؐ کے سائے تلے محفوظ تھی۔ میں کسی ظلم اور کسی ظالم سے نہیں ڈرتی تھی، وہ میری مضبوط ڈھال تھے)

اے وہ کہ جس نے اطاعت خداوند عالم کو یہ کہہ کر واضح کیا کہ خداوند عالم نے اپنی طاعت پر ثواب اور معصیت پر عذاب اس لئے مقرر کیا ہے، تاکہ اپنے بندوں کو عذاب سے دور رکھے اور بہشت کی طرف لے جائے۔۱؎

اے خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پارہ جگر اور اکلوتی بیٹی!

اے وہ کہ جنہیں ان کے پدر بزرگوار نے 'اُمّ ابیہا' کہا،

اے وہ کہ جن کے لئے پیغمبر برحق اور خاتم المرسلینؐ نے فرمایا کہ فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

اے وہ کہ حضرت خدیجہؑ، ملیکۃ العرب، جس کی ماں تھیں۔

اے وہ کہ جس کا سامان جہیز اس دور کے حریص لوگوں کے لئے ایک پیغام عمل ہے۔

اے وہ کہ جو ایک قمیص، نقاب، کالے رنگ کا ایک نرم رؤوں کا کمبل، کھجور کے پتوں سے بنا ہوا بستر، موٹے ٹاٹ کے دو فرش، چار چھوٹے چھوٹے چمڑے کے بنے تکیے، ہاتھ کی چکی، تانبے کا بڑا لگن کپڑے دھونے کے لئے چمڑے کی ایک مشک، لکڑی کا بنا پانی پینے کا برتن، کھجور کے پتوں سے بنا ہوا برتن، جس پر مٹی پھیر دیتے ہیں، مٹی کے دو آبخورے، مٹی کی صراحی، زمین پر بچھانے کا چمڑہ، ایک سفید چادر اور ایک لوٹا ساتھ لائیں۔۲؎

اے وہ کہ جن کے پدر بزرگوار جناب رسول خدا ﷺ کے سامنے یہ جہیز پیش کیا گیا، تو آنحضرتؐ اس کو ہاتھ سے الٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ خداوندا اہلبیتؑ رسولؐ پر برکت نازل

کر۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ اس جہیز کو دیکھ کر رونے لگے اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا کہ خداوندا برکت نازل کر ان لوگوں پر، جن کے اچھے سے اچھے برتن مٹی کے ہیں" ۳۔

اے وہ کہ اپنے شوہر علیؑ کے گھر پہونچی تو" مینڈھے کی کھال...، ایک تکیہ جس میں کھجور کے پتے (بھرے) تھے، ایک پانی کی مشک، ایک آٹا چھاننے کی چھلنی، ایک پانی پینے کا پیالہ اور تولیہ کی قسم کا کپڑا پایا بس یہ سارا سامان تھا، جو حضرت علیؑ نے مہیا کیا تھا۔" ۴۔

اے وہ کہ جن کو ان کے شوہر (علیؑ) نے یہ کہہ کر نذرانۂ عقیدت پیش کیا، اور ان کی عظمت کو بیان کیا کہ فاطمہؑ جنت کا ایک پھول تھیں، جس کے کملانے کے بعد بھی اس کی مہک میرے دماغ کو معطر کر رہی ہے۔ جس نے اپنے ہمسایوں کی تکلیف کو گوارہ نہ کیا اور اپنا گھر چھوڑ کر جنت البقیع میں جا کر اپنے باپ پر رونا قبول کیا جس نے اللہ کی اتنی عبادت کی کہ اپنے تمام فرائض ادا کرتے ہوئے دن کو روزے رکھے اور رات کو نمازوں میں کھڑی رہیں کہ پاؤں پر ورم آ گیا۔ ۵۔

اے وہ کہ جس کے لئے حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے اپنے مرض الموت میں فاطمہؑ سے فرمایا: " اے فاطمہؑ کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو تمام دنیا کی عورتوں کی، اس امت کی تمام عورتوں کی اور تمام مومنین کی عورتوں کی سیدہ و سردار ہے۔"! ۶۔

اے وہ کہ جس نے آنحضرتؐ کے استفسار کرنے پر کہ عورت کے لئے بہترین کیا چیز ہے، یہ فرمایا کہ کسی نامحرم مرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی نامحرم مرد اس کو دیکھے (یہ سن کر آنحضرتؐ نے خوشی کا اظہار کیا۔)

اے وہ کہ جو مصداق آیۂ تطہیر ہے کہ سورۂ احزاب کی ۳۳ ویں آیت میں ارشاد باریٔ تعالیٰ ہے:
إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً (اے پیغمبرؐ کے اہلبیت! اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو (ہر طرح کی) برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے، پاک و پاکیزہ رکھے)۔

اے وہ، جو شریک قافلۂ صادقین تھی، جس کی مدح سرائی قرآن یہ کہہ کر کر رہا ہے کہ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۷۔ (تو یہ کہا کہ (اچھا میدان میں) آؤ! ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں، تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو (بلائیں) اور تم اپنی عورتوں کو، اور ہم اپنی جانوں کو (بلائیں) اور تم اپنی جانوں کو، اس کے بعد ہم سب مل کر (اللہ کی بارگاہ میں) گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں)۔

اے وہ کہ جس کے لئے سورۂ دھر کی آیت ۸-۷ نے ہمیں بتلایا ہے کہ یہ ان میں سے ہے جو

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۔ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا (یہ وہ لوگ ہیں، جو نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے، جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی، ڈرتے ہیں۔ اور اس کی محبت میں محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔) اور یہی نہیں اسی سورہ کی آیت ۹ میں ارشاد ہو رہا ہے۔ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۔ (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو بس خالص اللہ کے لئے کھلاتے ہیں۔ ہم نہ تم سے بدلے کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے)۔

اے وہ کہ جس کی مودّت کا اقرار امت سے لیا گیا ہے۔ اس کا بیان ابن عباس نے یہ کہہ کر کیا ہے کہ لَمَّا اَنْزَلْتَ هٰذِهِ الآيَة (قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰه ! مَنْ هٰؤُلَآءِ الَّذِى اَمَرَنَا اللّٰهُ تَعالىٰ بِمَوَدَّتِهِم ، قَالَ: عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَام وَفَاطِمَة عَلَيهَا السَّلام وَاَبْنَاهُمَا (ابن عباس کہتے ہیں کہ جب آیت مودّۃ القربیٰ نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ اے رسولؐ اللہ! وہ کون سے آپؐ کے قرابتدار ہیں، جن کی مودت کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے، تو (آپؐ نے) فرمایا: علیؑ و فاطمہؑ اور ان کے پسران) ۸۔

اے وہ کہ جو گھر میں بیٹھنے والی تھی، مگر آنے والی نسلوں کے لئے مناجات اور دعاؤں کا ایسا بیش بہا خزانہ چھوڑا کہ مفکرین، علماء اور دانشوران کے معنی و مطالب بیان کرتے رہیں گے۔

اے وہ کہ جس کی تربیت نے دنیا کے سامنے حسنؑ اور حسینؑ اور زینبؑ وام کلثوم کو پیش کیا، ان تمام فضیلتوں کے ساتھ، اس طرح کہ بقول امید فاضلی:

جو یقیں کے لئے سرمایۂ جان ہوتی ہے — ماں کوئی ایسی زمانے میں کہاں ہوتی ہے
فاطمہؑ علم و عمل کا وہ مثالی کردار — جس کا ادراک ہے گہوارۂ ضبط و ایثار
جس کی ہر چین جبین، عزم ویقین کی تلوار — تربیت ایسی کہ زینبؑ ہیں امامت آثار
ظلمت شام اسی نور سے تھرّاتی ہے — لو اسی شمع کی تا کرب وبلا جاتی ہے

اے وہ کہ جس نے امور خانہ داری کی تمام تر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ عبادت وریاضت کا عملی درس دیا۔ حقوق انسانی (Human Rights) کا اعلامیہ اپنے عمل سے اس طرح کیا کہ ایک دن خود کام کرتیں اور دوسرے دن کنیز فضہ! وحید اختر نے آسیائے فاطمہؑ کا ذکر یہ کہہ کر کیا ہے کہ:

ہے آسیائے فاطمہؑ افلاس کا غرور — محنت کشوں کے دست جہاں آفریں کا نور
مستضعفین دہر کو رکھتی ہے یہ غیور — مستکبرین وقت کے کرتی ہے خواب چور

فاقوں کا زور تشنہ لبوں کی تری ہے یہ
انکار طاقت وحشم و زرگری ہے یہ

خلوت میں فقر و صبر کی گوشہ گزیں رہیں ‏ ‏ کار امور خانہ میں عزلت نشیں رہیں
چاک لباس سیا، لب شکوہ بھی ہے سیا ‏ ‏ اشکوں کے ساتھ زہر و مصائب بھی پی لیا
نان جویں میں ساتھ خدا کے ولی کا ہے
صبر بتولؑ حوصلہ صبر علیؑ کا ہے

اے وہ جس کے لئے علماء و مصنفین نے واقعات کا ذکر نہایت عقیدت کے ساتھ کیا ہے، اس طرح کہ وہ آج دنیا بھر میں کراہتی ہوئی انسانیت کے لئے کامیابی کی منزل تک مشعل راہ ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے تحریر کیا ہے:

"امام حسنؑ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ می فرماید کہ دیدم مادر خود را فاطمہؑ کہ در محراب مسجد خانہٗ خود نماز میگذارد تا زمانیکہ صبح طالع شد، شنیدم کہ مومنین و مومنات را بسیار دعا کردم نفس خود را ہیچ دعا نکرد۔ گفتم ای مادر مہربان چگونہ است کہ برای نفس خود ہیچ دعا نہ کردی۔ فرمود: اے پسرک، اوّل الجوار ثم الدار۔۔۔" مذکورہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ امام حسنؑ مجتبیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنی والدہ فاطمہؑ کو اپنے گھر میں نماز ادا کرتے دیکھا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی (اور) انھوں نے مومنین و مومنات کے لئے بہت زیادہ دعا کی لیکن خود اپنے لئے کوئی دعا نہ کی۔ میں نے (ان سے ) کہا: اے مادر مہربان! کہ آپؑ نے خود اپنے لئے کوئی دعا نہ کی، تو آپؑ نے فرمایا: اے بیٹے! پہلے پڑوسی اور پھر اپنا گھر۔۔۔۹؎ اس طرح حضرت فاطمہؑ نے دنیا کو انسانیت اور اللہ کی بندگی کا سبق دیا۔ کیا یہ سماج و ملک میں امن، صلح و آشتی کا کارگر سبق نہیں ہے؟ ہے، بلکہ تمام عالم کے لئے، تمام بنی نوع انسان کے لئے اہم سبق نہیں ہے۔!

اے وہ کہ جس کے لئے ایک ایسا وقت بھی آیا کہ آپؑ روئیں بھی اور ہنسیں بھی! کہ آنحضرتؐ نے اپنے مرض کے اخیر میں آپؑ کو بلا کر چپکے سے کچھ کہا، تو آپؑ رونے لگیں تھیں۔ اور دوسری بار یہ کہا کہ روؤ نہیں، اہلبیتؑ میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ پھر سیدہ فاطمہؑ ہنسنے لگیں۔" ۱۰؎

اے وہ کہ جس نے اپنے شفیق پدر بزرگوار کا مرثیہ ۱۱؎ یوں پڑھا:

میں محمدؐ کے سائے تلے محفوظ تھی۔ میں کسی ظلم اور ظالم سے نہیں ڈرتی تھی۔ وہ میری مضبوط ڈھال تھے۔ اب میں ہر ایک ذلیل کی منّت وساجت کرتی ہوں اور اپنے ظلم سے ڈرتی ہوں۔ اس کے ظلم کو اپنی ردا سے دفع کرنے کی کوشش کرتی ہوں (کیونکہ میری تلوار چلی گئی)۔

پس جب رات کو قمری درخت کی شاخ پر اندوہ گیں ہو کر نالے کرتی ہے، تو میں بھی اس کے ساتھ صبح تک روتی ہوں۔

میں نے تمہارے بعد غم وحزن کو اپنا مونس بنالیا ہے اور آنکھوں سے جو آنسوؤں کی لڑی جھڑتی ہے، وہ

میری تلوار ہے۔

احمدؐ کی قبر کی مٹی سونگھنا میرے اوپر فرض ہوگیا ہے، کیونکہ میں اگر اسے نہ سونگھوں تو ہلاک ہو جاؤں گی، یعنی اس مٹی کی خوشبو سے میں زندہ ہوں!

اے وہ کہ جس نے اپنے پدر بزرگوار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہہ کر یاد کیا: ۱۲؎

اِذَا مَاتَ یومٌ مَیتٌ قُلَ ذِکُرہ، وَذِکُر ابی مُنْذُ ماتَ وَاللهِ اَزیدُ

فَذَکرتُ لَمَّا فَرّق الموتُ بینَنَا فَعَزَیتُ نفسی بِالنّبی مُحَمَّدٍ

فَقلتُ لها اِنَّ الْمَمَاتَ سَبیْلُنا وَمَنْ لَمْ یَمُت فِی یَومٍ مَاتَ غَداً

(جب کوئی مرتا ہے تو مرنے والے دن سے اس کا ذکر کم ہونے لگتا ہے، اور بخدا میرے والد کی یاد تو جس دن سے ان کی وفات ہوئی ہے، برابر بڑھ رہی ہے۔ جب سے ان کی موت نے ہم میں جدائی کر دی ہے، اس وقت سے نبی محمدؐ کی تعزیت خود اپنے جی کو یہ کہہ کر دیتی ہوں کہ موت تو ہم سب کا راستہ ہے، جو آج نہ مرے گا کل مرے گا)

اے وہ کہ جو فریاد کرتی رہی، مگر اس کو اس کے حق سے محروم رکھا گیا:

اے وہ کہ جس نے اس ضمن میں مفہوم قرآن کو یہ کہہ کر بیان کیا۔

"... یہ کتاب اللہ میں ہے کہ تو اپنے باپ کی میراث پائے اور میں اپنے باپ کی میراث نہ پاؤں... کیا تم لوگوں نے دیدہ و دانستہ کتاب اللہ کو چھوڑ رکھا ہے اور اسے پس پشت ڈال دیا ہے، حالانکہ اس میں ذکر ہے کہ جناب سلیمانؑ اپنے باپ داؤدؑ کے وارث ہوئے اور جناب یحیٰؑ کے قصہ میں حضرت زکریاؑ کی یہ دعا مذکور ہے کہ خداوندا مجھے اپنے پاس سے ایسا وارث عطا فرما کہ جو میری میراث پائے اور آل یعقوب کا ورثہ بھی لے۔ پھر اسی کتاب میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا رب تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو وصیت کرتا ہے کہ میراث کی تقسیم میں ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ دو... خدا تو یہ فرماتا ہے اور تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ میرا کوئی حق نہیں ہے۔ میں اپنے باپ کی وارث نہیں بن سکتی... میں اس پیغمبرؐ کی بیٹی ہوں، جو تم کو تمہارے سامنے آنے والے عذاب شدید سے ڈراتا تھا۔ پس تم اپنا کام کرو اور ہم اپنا عمل کرتے ہیں۔ تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔" ۱۳؎

ہر حق شناس اور فرض شناس عظمت وجلالت فاطمہؑ بنت محمدؐ کا معتقد ہے، اور ہونا بھی چاہئے کہ بقول شاعر مشرق علامہ اقبال:

مریم از یک نسبتِ عیسیٰ عزیز — از سہ نسبت حضرتِ زہرا (س) عزیز

نور چشم رحمۃ للعالمین | آن امام اوّلین و آخرین
بانوی آن تاجدار ھل اتیٰ | مرتضیٰ (ع) مشکل کشاء شیر خدا
مادر آن مرکز پرکار عشق | مادر آن کاروان سالار عشق
مزرع تسلیم را حاصل بتول علیہا السّلام | مادر آن را اسوۂ کامل بتول

(حضرت مریمؑ عیسیٰ سے نسبت کی وجہ سے گرامی قدر ہیں، (جبکہ) حضرت زہراؑ تین نسبتوں کی وجہ سے گرامی قدر ہیں: نور چشم رحمۃ للعالمین (محمد مصطفیٰ ﷺ)، جو اوّلین اور آخرین کے امام ہیں، زوجہ ہیں ان کی جو تاجدار ہل اتی ہیں، مشکل کشا، شیر خدا (علیؑ کی) اور مادر ہیں ان کی جو مرکز عشق دوام ہیں، ان کی جو کاروان سالار عشق (خدا) ہیں بتول (حضرت فاطمہؑ) مزرع تسلیم (رضا کا ماحاصل ہیں، تمام ماؤں کے لئے اسوۂ ہیں)

حضرت فاطمہؑ کے لئے جارج جرداق (George Jordac) نے اپنی کتاب "صوت العدالۃ الانسانیہ" میں تحریر کیا ہے کہ" امام حسینؑ کی قابل تکریم و باعزت والدہ ایک نہایت ہی مہربان اور رحم دل خاتون تھیں۔ان کی اس حد درجہ رحم دلی کی وجہ سے ان کے پدر (بزرگوار) رسول اللہؐ پر اور ان کے صحابہ پر قریش کے ہاتھوں برپا ہونے والی سختیوں نے انہیں ہمیشہ غمگین کیا۔جنگ احد کے دن وہ حد درجہ افسردہ تھیں کہ بہت سے مسلمان قریش کے ہاتھوں مارے گئے تھے اور ان کے لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے۔ان کے لئے یہ ایک نہایت ہی غم کا منظر نامہ تھا کہ انہوں نے اپنے پدر (محمد مصطفیٰ ﷺ) کو اپنے چچا جناب حمزہؑ پر روتے ہوئے دیکھا تھا۔"[۱۴]

سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی مدح سرائی مغربی مفکر (Louis Massignen) نے ایک دوسرے غیر دیانتدار مصنف اور مستشرق Lammens کا جواب دے کر یوں کی ہے:

" فاطمہؑ محمدؐ وخدیجہؑ کی صاحبزادی، علیؑ ابن ابی طالبؑ کی زوجہ، حسنؑ اور حسینؑ کی ماں... مسلم دنیا کے لئے لائق عزت و تکریم ہیں۔۔ جیسا کہ رواج ہے، فاطمہؑ کے نام نامی کے ساتھ ان کا لقب افتخار، الزہرا، یعنی ایک (پرنور) درخشاں شخصیت، شامل ہے۔ان کا نام نہایت ہی احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ مگر سب سے بڑھ کر تو یہ (بات ہے) کہ یہ شیعہ ہی ہیں، جو اعتماد (ویقین) کے ساتھ ان کے (معتقدین بن کر) اعتقادی ہالہ کے ساتھ ان کے ارد گرد رہے۔...Louis Massignon نے فاطمہؑ کو قابل تحسین پایا اور اسی طرح ان کا ذکر کیا۔ (اس نے) ان کی شناخت اس منزل پر کی، جیسا کہ عیسائیوں کے لئے اکثر (مقدس) کنواری مریمؑ کی یاد سے وابستہ ہے۔ وہ (Louis Massignon) پر الزام عائد کرتے ہیں کہ وہ

غیر مربوط اور جداجدا بیانات کو (محض) یکجا کرکے مطمئن ہوگیا اور (اس طرح اس نے) کوئی کوشش انہیں معقول طور پر یکجا کرنے، انہیں مربوط کرنے اور ان کے (معنی و مطالب) کو اجاگر کرنے کی نہ کی، " باوجود اس کے کہ یہی ایک واحد طریقہ ہے"

Louis Massignon کہتے ہیں" جو ہمیں موقع فراہم کرتا ہے کہ ہم سمجھ سکیں کہ کس طرح فاطمہؑ کے الہامی اقدامات (جو عمداً انجام نہ پاتے تھے) اجتماعی تاریخ اسلام (Collective Islmaic History) کی پیچیدہ فریب کاریوں (اور ان کے زیر اثر) تطبیق اور نظریات کو پار کرگئے"۱۵۔

سچ ہے کہ جیسا شارب لکھنوی نے کہا ہے:

جلوہ نمائے شمع حقیقت ہیں فاطمہؑ — آئینۂ کمال نبوّت ہیں فاطمہؑ
یہ مانتا ہوں، ان کو رسالت نہیں ملی — لیکن شریک کار رسالت ہیں فاطمہؑ

سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دفن کے موقع پر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"---اے رسول اللہ! آپؐ کی برگزیدہ (بیٹی کی رحلت) سے میرا صبر و شکیب جاتا رہا۔ میری ہمت و توانائی نے ساتھ چھوڑ دیا، لیکن آپؐ کی مفارقت کے حادثۂ عظمیٰ اور آپؐ کی رحلت کے صدمہ جانکاہ پر صبر کرلینے کے بعد مجھے اس مصیبت پر بھی صبر و شکیبائی ہی سے کام لینا پڑے گا---اب یہ امانت پلٹائی گئی۔ گروی رکھی ہوئی چیز چھڑائی گئی۔ لیکن میرا غم بے پایاں اور میری راتیں بے خواب رہیں گی، یہاں تک کہ خداوند عالم میرے لئے بھی اسی گھر کو منتخب کرے، جس میں آپؐ رونق افروز ہیں۔ وہ وقت آگیا کہ آپؐ کی بیٹی آپؐ کو بتائیں کہ کس طرح آپؐ کو گزرے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا اور نہ آپؐ کے تذکروں سے زبانیں بند ہوئی تھیں۔ آپؐ دونوں پر میرا رخصتی سلام ہو"۔۱۶۔

حوالے:


۱۔ اعیان الشیعہ، جلد ۱، طبع جدید، صفحہ ۳۱۶

۲۔ ملاحظہ ہو اعیان الشیعہ، جلد دوم، دار المعارف للمطبوعات، لبنان، بیروت، ۱۳۱۲ھ، صفحہ ۴۹۷۔

۳۔ ملاحظہ ہو کتاب" سیرت فاطمۃ الزہراؑ" از جسٹس آغا سلطان مرزا دہلوی، ادارہ اصلاح، کھجوا، عباس بکڈپو، لکھنؤ، صفحہ ۴۳۔

۴۔ ایضاً، صفحہ ۵۰

۵۔ مناقب ابن شہر آشوب، جز ۴، صفحہ ۱۴۔

۶۔ مسند ابی داؤد، طیالسی، حدیث شمار ۱۳۷۴۔

۷۔ سورۂ آل عمران، آیت ۶۱

۸۔ جلال الدین سیوطی، حج المطالب (باب دوئم) از عبید اللہ امر تسری، صفحہ ۷۰۔

۹۔ مدارج النبوہ، جلد ۲، فخر المطابع، ۱۲۷۰ھ، صفحہ ۵۴۴۔

۱۰۔ عبد الحق دہلوی، مدارج النبوہ، جلد دوئم، ترجمہ معین الدین نعیمی، دہلی، ۱۹۸۶ء، صفحہ ۶۹۸۔

۱۱۔ مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۱ صفحات ۱۳۰۔۱۳۱۔

۱۲۔ انتخاب اشعار از فاطمہ زہرؑا۔

۱۳۔ علّامہ طبرسی کی کتاب الاحتجاج میں یہ خطبہ موجود ہے۔

۱۴۔ George Jordac The Voice of Human Justice انگریزی ترجمہ، فضل حق (اردو ترجمہ برائے مضمون از مصنف مضمون ہذا)، انصاریان پبلیکیشن، قم، اسلامی جمہوریہ ایران، ۱۹۹۰ء، صفحہ ۲۹۷۔

۱۵۔ Encyclopedia of Islam vol.II , E.T.Brill,Luzac &Co.,The Nethor land-
pg.841-842

۱۶۔ خطبہ نمبر ۲۰۰، نہج البلاغہ، احباب پبلیکیشنس لکھنؤ ۱۹۸۲ء، ص ۶۳۴ تا ۶۳۵